

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عصر حاضر میں توحید کا تصور اور اس کی حقیقت

لفضيلة الشيخ :

محمد بن أحمد الفيفي

وزارت دینی امور و اوقاف کے واعظ  
مملکت سعودی عرب

اردو ترجمہ

نعمان بن محمد اسماعیل

۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹م



|          |   |                                     |
|----------|---|-------------------------------------|
| نام کتاب | : | عصر حاضر میں توحید اور اس کی حقیقت  |
| مؤلف     | : | شیخ محمد بن احمد الفیفی (حفظہ اللہ) |
| ترجمہ    | : | نعمان بن اسماعیل                    |
| صفحات    | : | ۲۳                                  |
| ناشر     | : | اصلی اہل سنت ڈاٹ کام                |

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ ، نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا  
وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ ، وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ .  
وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ -  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَعَلَى مَنْ أَقْتَفَى أَثَرَهُ وَاسْتَنَى بَسْمَتَهُ  
وَاهْتَدَى بِهَدْيِهِ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ .

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ [آل عمران : ۱۰۲]  
ترجمہ : (اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے، اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا)

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے : ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا  
زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ  
اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ [النساء : ۱]

ترجمہ : (اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو ، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں  
سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں ، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو  
بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے) -

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ☆ يَصْلَحْ لَكُمْ  
أَعْمَالُكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ [الأحزاب : ۷۰-۷۱]  
ترجمہ : (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی [سچی] باتیں کیا کرو ☆ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنو اور دے اور تمہارے  
گناہ معاف فرمادے ، اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی مراد پالی) -

تمام تعریفیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہر زمانے میں انبیاء کرام کے علم کے وارث اہل علم رکھے ہیں جو گمراہوں کو ہدایت کی دعوت دیتے ہیں ، اور ان کی طرف سے جو تکلیفیں پہنچتی ہیں ان پر صبر کرتے ہیں ، اللہ کی کتاب کے ذریعہ مردہ دلوں کو زندہ کرتے ہیں ، اللہ کے نور کے ذریعہ اندھوں کو بینائی عطا کرتے ہیں ، کتنے ہی ابلیس کے ہاتھوں مارے جانے والے لوگوں کو انہوں نے زندہ کیا ، اور کتنے ہی گمراہ اور راہ راست سے بھٹکے لوگوں کو انہوں نے ہدایت دی ، تو کتنا خوبصورت اثر ہے ان کا لوگوں پر ، اور کتنا بد صورت اثر ہے لوگوں کا ان پر ۔

یہ اللہ کی کتاب میں غلو کرنے والے لوگوں کی تحریف سے منع کرتے ہیں ، اہل باطل کی تشبیہ اور جاہلوں کی تاویل سے خبردار کرتے ہیں ، جنہوں نے بدعت کے جھنڈے گاڑ رکھے ہیں اور فتنوں کا دروازہ کھول دیا ہے ، تو یہ لوگ کتاب میں جھگڑتے ہیں اور اس کی مخالفت کرتے ہیں ، کتاب کو چھوڑنے پر یہ متفق ہیں ، یہ اللہ کے بارے میں اور اللہ کی کتاب کے بارے میں بغیر علم بات کرتے ہیں ، قرآن کریم میں جو متشابہ آیات ہیں ان پر بات کر کے عوام الناس کو دھوکا دیتے ہیں اور انہیں شبہ میں مبتلا کر دیتے ہیں ، تو ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں گمراہ کرنے والوں کے فتنے سے ۔

میرے بھائیوں ، توحید کا معاملہ ایک ایسا معاملہ ہے جو بڑی اہمیت رکھتا ہے ، اور اس کے دلائل یہ ہیں :

۱۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کے لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جنات اور انسانوں کی تخلیق فرمائی ، ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ [الذاریات: ۵۶]

ترجمہ : (میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں)

لہذا جنات اور انسانوں کو پیدا کرنے کا مقصد اعلیٰ اور مقصود حقیقی توحید کا معاملہ ہی ہے ، جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کی جائے اور شرک سے اجتناب کیا جائے ۔

اور اس بات کی دلیل یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے رسولوں کو بھیجا ، ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ [النحل: ۳۶]

ترجمہ : (ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو)

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾ [الأنبياء: ۲۵]

ترجمہ : (آپ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو) ۔

لہذا پہلی بات جس کی دعوت تمام انبیاء کرام نے اپنی امتوں کو دی ﴿يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرِهِ﴾

[الأعراف: ۵۹، ۶۵، ۷۳، ۸۵] [ہود: ۵۰، ۶۱، ۸۴] [المؤمنون: ۲۳]

ترجمہ : (اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں) ۔

یہ معاملہ جس پر ہم آج رات گفتگو کریں گے ایک ایسا معاملہ ہے جس کے لیے سر کٹے گئے ، اور اسی کے لیے خون بہایا گیا ، اور اسی کے لیے جانیں قربان کی گئیں ، اور اسی کے لیے ہر عزیز اور محبوب چیز خرچ کی گئی۔ اسی کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو بھیجا ، اور کتابوں کو نازل فرمایا۔ اسی کے لیے قیامت کھڑی ہوئی جسے الحاقۃ اور الواقعة سے بھی تعبیر کیا گیا۔

یہ سب کچھ (لا الہ الا اللہ) کے لیے ، تاکہ اللہ کی وحدانیت کو قبول کیا جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے ، اور اس لیے تاکہ اللہ کی اطاعت کی جائے اور اس کی نافرمانی سے بچا جائے ، اور تاکہ اللہ کا شکر ادا کیا جائے اور ناشکری نہ کی جائے۔ یہی وہ معاملہ ہے جو اللہ کا حق ہے بندوں پر ، جیسا کہ نبی ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا : ”کیا تم جانتے ہو اللہ کا کیا حق ہے بندوں پر؟ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا : اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا : اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں“

لہذا جس معاملہ کا معیار ایسا ہو تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بڑا ہی عظیم معاملہ ہوگا ، جس کے لیے زندگیاں اوقات اور مال و دولت خرچ کرنا ضروری ہے تاکہ اسے کامیابی حاصل ہو ، اور اس کی دعوت و تبلیغ اور دفاع بھی نہایت ضروری ہے ، اور ہر اس چیز کا خیال رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے جس کے ذریعہ اس عظیم دین کو نصرت اور کامیابی حاصل ہو ، ﴿وَأَنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبَدِلَ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَلَكُمْ﴾ [محمد: ۳۸]

ترجمہ : (اور اگر تم روگردان ہو جاؤ تو وہ (اللہ) تمہارے بدلے تمہارے سوا اور لوگوں کو لائے گا جو پھر تم جیسے نہ ہوں گے)۔ اور مسلمان نسل در نسل توحید کا جھنڈا منتقل کرتے رہے یہاں تک کہ عقیدہ کی گمراہی سروں پر آکھڑی ہوئی ، جس نے تمام تصورات کی صورت بگاڑ ڈالی ، مسلمہ اور ثابت مفاہیم کی صورت بدل ڈالی ، اور اس میں شک و شبہ میں مبتلا کر دیا ، نتیجہ یہ ہوا کہ ان علاقوں میں سوچ حیرت میں پڑ گئی اور بالآخر گمراہ ہو گئی ، اور بہت سی جماعتیں راہ راست سے بھٹک گئیں۔

اس سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل سنت و توحید پر باہر سے کفار و مشرکین نے حملہ کیا ، اور اندر سے اہل بدعت و جہالت نے ، اور مسلمانوں میں توحید کی حقیقت سے لاعلمی اور عدم واقفیت پھیل گئی ، اور یقین کمزور پڑ گیا ، گمراہی اور بدعت کا جو بیج بویا گیا تھا وہ پروان چڑھنے لگا ، اور شرک کے جھنڈے اس امت کے طول و عرض میں بلند ہونے لگے ، قبروں پر چراغاں ہونے لگا ، اور بہت سے معاملات میں تساہل سے کام لیا جانے لگا ، مزاروں کو سجا یا جانے لگا ، مصیبت عام ہو گئی اور فساد برپا ہو گیا ، جادو گروں کا بازار گرم ہو گیا ، اور مسلمانوں پر ناکارہ لوگ مسلط ہو گئے۔

لیکن! اس امت کا ایک گروہ ایسا ہے جو حق پر قائم رہے گا ، اسے کسی کی دشمنی اور مخالفت نقصان نہیں پہنچائے گی یہاں تک کہ قیامت برپا ہو جائے۔

آج اس امت کی حالت پر غور کرنے والا — خاص طور پر توحید کے معاملہ میں — دیکھے گا کہ معاملات بڑے عجیب ہیں ، تصورات اور مفاہیم میں بڑا خلط ملط ہے ، توحید کی حقیقت سے انتہائی عدم واقفیت ہے ، توکل میں انتہائی کمزوری ہے ، ولاء

و براء (اللہ کے لئے دوستی و دشمنی) میں نرمیاں برتی جانے لگی ہیں ، اولیاء اور انبیاء سے مدد مانگی جا رہی ہے ۔

اور ان تاریکیوں میں سے جس میں امت مبتلا ہو گئی ہے : بہت سے مسلمانوں کو توحید کی حقیقت کا علم ہی نہیں ، اس لیے کہ بعض ایسے علماء سوء جو اس امت کی طرف تو اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں ، لیکن وہ لوگوں کو یہ بتاتے ہیں کہ توحید درحقیقت وہ توحید نہیں جو محمد ﷺ لیکر آئے ہیں ، بلکہ ان کی اپنی خود ساختہ توحید ہے ، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی قوموں نے ان کی باتوں پر یقین کر لیا کہ یہ جو توحید کا مفہوم پیش کر رہے ہیں وہی اصل توحید ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ہم سے مطالبہ کیا ہے ۔

لیکن اس کا جواب یہ ہے : نہیں اور ہزار بار نہیں ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ - رحمہ اللہ - نے فرمایا :

” عام طور پر متکلمین اپنی کتابوں میں جس توحید کا اقرار کرتے ہیں وہ ان کے نزدیک تین قسم کی ہیں ، وہ کہتے ہیں کہ وہ ایک ہے اپنی ذات کے اعتبار سے اسے تقسیم نہیں کیا جاسکتا ، ایک ہے صفات کے اعتبار سے کوئی اس کا شبہ نہیں ، ایک ہے افعال کے اعتبار سے کوئی اس کا شریک نہیں ، ان تینوں اقسام میں سب سے مشہور قسم ان کے نزدیک تیسری قسم ہے ، اور وہ ہے توحید الافعال ، توحید ربوبیہ ، اور وہ یہ کہ اس جہاں کو پیدا کرنے والا ایک ہے ، اور وہ اس بات کو ثابت کرنے کے لیے دلیل التمانع اور اس کے علاوہ دوسرے دلائل پیش کرتے ہیں ، اور ان کا گمان ہے کہ یہی مطلوبہ توحید ہے ، اور یہی (لا الہ الا اللہ) کا مطلب ہے ، یہاں تک کہ الہیت (معبودیت) کا مفہوم صرف پیدا کرنے پر اور قدرت رکھنے تک محدود ہو گیا ، لیکن یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ مشرکین نے اس قسم کی توحید کی مخالفت نہیں کی تھی ، بلکہ وہ اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی ہر چیز کے خالق ہیں “

لہذا متکلمین کی توحید پر اعتراض یہ ہے :

۱۔ یہ لوگ توحید العبادۃ سے غافل ہو گئے ، اور اس کا ان کے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ، بس یہی بات ان کے مذہب کو باطل قرار دینے کے لیے کافی ہے ۔

۲۔ توحید میں ایسی باتیں داخل کر دیں جو اس میں نہیں ، یہاں تک کہ صفات کی نفی بھی توحید میں داخل کر دی گئی ، ظاہر ہے کہ یہ وہ توحید نہیں جو جبریل علیہ السلام لیکر آئے تھے ۔

۳۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ توحید عبادت ہی توحید ربوبیت ہے ، اور (لا الہ الا اللہ) کے معنی یہ ہیں کہ کوئی پیدا کرنے والا اور رزق دینے والا نہیں سوائے اللہ کے ، اور یہ درست نہیں ، اسی لیے شرک ان کے درمیان پھیل گیا ، اس لیے کہ وہ توحید عبادت سے غافل ہو گئے ۔

مثال کے طور پر سبکی نے ایک کتاب لکھی اور اس کو نام دیا (شفاء الاسقام فی زیارة خیر الانام) جس کا اردو زبان میں مطلب یہ ہے (بیماریوں سے شفا افضل الخلق کی زیارت میں) ، لیکن اللہ کا شکر ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ سامنے آئے اور اس کے باطل کا بہترین انداز میں رد کیا ۔

اور یہ توحید - یعنی توحید اہل کلام - ہی پڑھائی جاتی ہے بہت سے اسلامی ممالک میں ، اور اسی وجہ سے مصیبت عام ہو گئی ،

بلکہ آج کل بعض مسلمان مصنفین تو اپنا وقت اور محنت ایسی کتاب کی تصنیف میں برباد کرتے ہیں جس میں یہ ثابت کریں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی خالق اور رازق ہیں ، تمام معاملات کی تدبیر زندگی اور موت دینے پر قادر ہیں ، اور ان کا دعویٰ یہ ہوتا ہے کہ یہی توحید ہے ، اور یہی مطلب ہے (لا الہ الا اللہ) کا !!

اس ناواقف کو یہ معلوم نہ ہوا کہ اس نے اپنے آپ کو اس بات میں تھکا دیا ہے جس بات کا اقرار قریش، ابولہب اور ابو جہل کر چکے ہیں ، اور اس بات کا انکار تو انہوں نے بھی نہیں کیا تھا ، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے :

﴿وَلئن سألنہم من خلق السموات والأرض ليقولن اللہ﴾ [نعمان: ۲۵] [الزمر: ۳۸]

ترجمہ : (اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے) ۔

اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ اس قسم کی توحید سے ان کی جان اور مال محفوظ نہ ہوئے ، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے قتال کیا ۔

شیخ البانی - رحمہ اللہ - کی ایک تصنیف ہے جو حجم کے اعتبار سے چھوٹی ہے لیکن فائدہ کے اعتبار سے بڑی عظیم ہے اور اس کا نام ہے : (التوحید اولاً یا دعاء الاسلام) (توحید سب سے پہلے اے اسلام کے داعیوں) اس میں انہوں نے فرمایا :

”آج کے دور میں اکثر مسلمان جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ (لا الہ الا اللہ) وہ درحقیقت اس کا مطلب اچھی طرح سے سمجھتے ہی نہیں بلکہ بعض تو اس کا مطلب بالکل ہی الٹ سمجھتے ہیں“ ۔

اور فرمایا : ”آج کے دور میں اکثر مسلمانوں کی حالت زمانہ جاہلیت کے عرب سے بھی بدتر ہے اس کلمہ طیبہ کو سمجھنے کے اعتبار سے ، اس لیے کہ مشرکین عرب اس کو سمجھتے تھے ، لیکن ایمان نہیں رکھتے تھے ، اور آج کے دور کے اکثر مسلمان زبان سے اقرار تو کرتے ہیں لیکن اعتقاد اس کے منافی ہوتا ہے ، کہتے ہیں (لا الہ الا اللہ) لیکن حقیقتاً اس کے معنی پر ایمان نہیں رکھتے “ انتہی کلامہ رحمہ اللہ ۔

ایک اور جگہ پر شیخ البانی نے آج کے دور میں مسلمانوں کے نزدیک صحیح اسلامی عقیدہ واضح نہ ہونے کی وجہ بیان فرمائی :

”اکثر مسلمان جو واقعی توحید کے قائل ہیں جو کسی قسم کی عبادت غیر اللہ کے لیے نہیں کرتے ، ان کے بھی ذہن بہت سے صحیح عقائد اور افکار سے خالی ہیں جن کا ذکر قرآن اور سنت میں ہوا ہے“ ۔

اس کی مثال انہوں نے حدیث الجاریہ (لوٹڈی سے متعلق حدیث) سے دی ، جس کی روایت امام مسلم نے اپنی صحیح میں کی ہے ، اور اس میں یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ایک لڑکی سے پوچھا کہ ”اللہ کہاں ہے؟ لڑکی نے جواب دیا : آسمان میں“

اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے شیخ البانی نے فرمایا : ”اگر آج جامعۃ الازہر کے بڑے علماء سے پوچھا جائے کہ اللہ کہاں ہے ؟ تو وہ جواب دیں گے : ہر جگہ پر !! جبکہ اس لڑکی نے جواب دیا : آسمان میں ، اور نبی ﷺ نے اس کی اس بات کو تسلیم کیا کہ وہ درست فرما رہی ہے ۔

لہذا [ابھی علامہ البانی کی بات پر تبصرہ جاری ہے] ایک بکریاں چرانے والی لڑکی نے عقیدہ کا مطلب سمجھ لیا ، اس لیے کہ وہ کسی برے ماحول سے متاثر نہیں تھی ، اس نے صحیح عقیدہ کو پہچان لیا جو کتاب اور سنت میں آیا ہے ، جبکہ بہت سے کتاب و سنت کا علم رکھنے کے دعویداروں نے اسے نہیں سمجھا ۔



اور آج میں کہتا ہوں [یہ بات بھی علامہ البانی کی ہے] : مسلمانوں کے درمیان اس قسم کی وضاحت نہیں پائی جاتی ، اگر آپ دریافت کریں ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بکریاں چرانے والی سے ۔ بلکہ امت کے یا کسی جماعت کے سربراہ سے تو وہ حیرت میں پڑ جائے گا کہ کیا جواب ہے اس سوال کا ، جیسے کہ آج بہت سے لوگ حیرت میں پڑے ہوئے ہیں ۔ سوائے ان کے جن پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے اور وہ بہت کم ہیں ۔ ” انتہی کلامہ ۔ رحمہ اللہ ۔

یہ اور اس کے علاوہ موجودہ دور میں دیکھا گیا ہے کہ بعض توحید کی ایک نئی تفسیر بیان کرتے ہیں ، اور وہ ہے (توحید الحاکمیت) (توحید حاکمیت) ، لہذا انہوں نے (لا الہ الا اللہ) کا مطلب یہ لیا کہ (کسی کی حاکمیت نہیں سوائے اللہ کے) اور انہوں نے سلف صالحین کی تفاسیر پر غور ہی نہیں کیا اس عظیم الشان گواہی کے بارے میں ، جسے انہوں نے صرف حاکمیت تک محدود کر دیا ہے ۔ اور ہم یقیناً اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ (کسی کی حاکمیت نہیں سوائے اللہ کے) لیکن حاکمیت کا معاملہ توحید کے اندر داخل ہے ۔ لہذا ان کی اس تفسیر سے جس میں انہوں نے توحید کو حاکمیت تک محدود کر دیا یہ بات لازم آئی کہ ان کو یہ کہنا پڑا کہ شرک القصور (بادشاہوں کے محلات اور حکومتی پرلیمنٹ کا شرک) کے خلاف لڑنا ضروری ہے ! جبکہ شرک القبور (قبر پرستی کے شرک) کو انہوں نے پس پشت ڈال دیا ! ، بلکہ شرک القبور کو (الشرك البدائی) اور (الشرك الشاذج) (قدیم اور بالکل سادہ سے شرک) سے بھی تعبیر کیا گیا ، تو ان لوگوں نے اس شرک سے تو کنارہ کشی اختیار کی اور اپنے آپ کو (شرك القصور) میں مشغول کر لیا ! جسے وہ آج الشرك السياسی (سیاسی شرک) بھی کہتے ہیں !!

جب علامہ صالح الفوزان - حفظہ اللہ - سے (لا الہ الا اللہ) کا مطلب دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا : ”نبی ﷺ نے یہ بات بیان کر دی ہے کہ (لا الہ الا اللہ) کا مطلب یہ ہے کہ محض حاکمیت سے نہیں بلکہ تمام تر عبادت صرف اور صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے ادا کی جائے ، لہذا (لا الہ الا اللہ) کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے ، اس کا مطلب یہ بھی ہوا کہ عبادت کو صرف ایک اللہ کے لیے خالص کیا جائے ، اور اس میں شریعت کے مطابق فیصلے کرنا بھی شامل ہے ، اور (لا الہ الا اللہ) کا مطلب اس سے بھی زیادہ عام ہے ، اور اس سے زیادہ اہم ہے کہ شریعت کو اختلافی اور متنازع معاملات میں حاکم بنایا جائے ، ان تمام باتوں سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ زمین کو شرک سے پاک کیا جائے ، اور تمام تر عبادت خالصتاً اللہ کے لیے ادا کی جائے ۔

ثابت یہ ہوا کہ یہ ہے اس کلمہ طیبہ کی صحیح تفسیر ، لہذا اس کی حاکمیت سے تفسیر کرنا اور حاکمیت تک محدود رکھنا ایک ناقص تفسیر ہے جو درحقیقت (لا الہ الا اللہ) کا صحیح تصور اور مفہوم نہیں پیش کرتی ، اور اس کی یہ تفسیر کہ اس کلمہ طیبہ کا مطلب یہ ہے کہ (کوئی پیدا کرنے والا نہیں سوائے اللہ کے) محض ناقص نہیں بلکہ باطل تفسیر ہے ۔ انتہی کلامہ ۔ حفظہ اللہ ۔

توحید کے معاملہ میں عصر حاضر کی تکلیف دہ حقیقت کی بات ابھی جاری ہے ، اور وہ تمام الزام تراشیاں جو اس عظیم الشان معاملہ کی طرف کی جاتی ہیں ، اور وہ عظیم الشان معاملہ ہے توحید کا معاملہ جس پر رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء کرام ہمیں چھوڑ گئے ہیں ۔ بے شمار الزام تراشیاں اور ضربیں لگائی جاتی ہیں اس عظیم الشان معاملہ پر ، تاکہ اگر ہو سکے تو اسے گرا ڈالیں ، اور اگر یہ ممکن نہ



ہو تو کم از کم اس کے ستونوں کو کمزور کر ڈالیں ، اور اس کی بنیادوں کو مفلوج کر دیں ، تاکہ یہ معاملہ مخدوش ہو کر منہدم ہو جائے ۔  
اسی طرح غیب کا معاملہ ہے ، غیب اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی خاصیت ہے :

﴿ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ  
يَبْعَثُونَ ﴾ [النمل : ۶۵]

ترجمہ : ( کہہ دیجئے کہ آسمانوں والوں میں سے زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا ، انہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ  
کب اٹھا کھڑے کیے جائیں گے )۔

لیکن ! جب عصر حاضر میں یہ قاعدہ مسلمانوں کے دلوں میں مستحکم نہیں رہا ، تو جادو گروں نے اور جھوٹے تعویذ گنڈا کرنے  
والوں نے ان پر اپنا کھیل کھیلا ، اس میں کچھ تو قابل یقین ہے اور کچھ کا یقین کرنا ممکن نہیں ، جب یہ باتیں لوگوں پر حاوی ہو گئیں تو  
انہوں نے اس قسم کی ہر چیز کو قبول کر لیا ، اور ایسے باطل اور فاسد عقائد نے ان کے دلوں میں حقیقت کی جگہ لے لی ، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ  
خوف بے چینی اور تردد کا شکار ہو گئے ، لہذا اب اسی بنیاد پر انہوں نے اپنی تدبیریں اور جوابات اور افعال مرتب کیے جس کی بنیاد علم  
الغیب کا فاسد تصور ہے ، لہذا جادو گروں نے اپنا جھوٹ لوگوں کے درمیان پھیلا نا شروع کیا ، اور آج کے دور کے بہت سے ضعیف  
الایمان مسلمانوں نے ان کی باتوں پر یقین کر لیا ، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ۔

ان جادو گروں کے بازار گرم ہو گئے ، ان کا سامان بڑھ گیا ، اور ان کے گاہکوں میں بھی اضافہ ہو گیا ، لوگ صبح شام ، دن  
رات ان کے پاس وہمی اور نفسیاتی بیماریوں کا علاج تلاش کرنے آنے لگے ، اور ان سے کچھ تعویذات اور ایسے اعمال سیکھتے جس میں  
انہوں نے اپنی قرات سے پہلے ہی اپنا زہر پھونک دیا ہوتا ہے ، بہت سے مسلمانوں نے اس پر یقین کر لیا ، اور جادو گروں کی چال  
کا میاب ہو گئی ، اور ان ضعیف الاعتقاد لوگوں پر نبی ﷺ کی وعید ثابت ہو گئی ۔

صحیح مسلم میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ : ”مَنْ أَتَى عَرَافًا أَوْ كَاهِنًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ ، لَمْ يَقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِينَ يَوْمًا“ ۔

ترجمہ : ( جو کسی نجومی یا کاهن کے پاس گیا اور اس سے کوئی بات دریافت کی تو چالیس دن تک اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوگی ) ۔  
مسند الامام احمد میں ایک اور روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا :

”مَنْ أَتَى عَرَافًا أَوْ كَاهِنًا فَسَأَلَهُ فَصَدَّقَهُ ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ“

ترجمہ : ( جو کسی نجومی یا کاهن کے پاس گیا اور اس سے کوئی بات دریافت کی پھر اس کی بات پر یقین کیا ، تو اس نے محمد ﷺ پر نازل  
کردہ شریعت کا انکار (کفر) کیا )۔

لوگوں کا ان جادو گروں کے پاس آنا جانا اگر کسی بات کی دلالت کرتا ہے تو وہ یہی بات ہے کہ ان کے دلوں میں یقین کی کمزوری  
ہے ، توکل اور ایمان کی کمی ہے ، وَاٰلِیْہِ السَّلَامُ ۔

جادو گروں کی تدبیروں کی بہت سی صورتیں اور قسمیں ہمارے سامنے آئی ہیں ، اب وہ اس بات کا انتظار نہیں کرتے کہ کوئی بیمار  
ان کے دروازے پر آئے ، اب تو Tv Channels پر جادو گروں کو بطور مہمان بلایا جاتا ، ایک کافر جادوگر Tv Channel پر آتا

ہے اور Live پروگرام میں کروڑوں مسلمانوں سے بات کرتا ہے ، اور لاکھوں Telephone Calls آتی ہیں ، ان لوگوں کی جو یہ پروگرام دیکھ رہے ہوتے ہیں ، لوگ اس جادوگر سے سوالات پوچھتے ہیں اور وہ ان کے جوابات دیتا ہے اور لوگ اس کا یقین کرتے ہیں ، لہذا ایسے لوگوں پر نبی ﷺ کی وعید ثابت ہو جاتی ہے کہ :

( جو کسی نجومی یا کاہن کے پاس گیا اور اس سے کوئی بات دریافت کی پھر اس کی بات پر یقین کیا ، تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کردہ شریعت کا انکار (کفر) کیا ) -

اب یہ ضروری نہیں رہا کہ بیمار یا محتاج جادوگر کے دروازے پر دستک دے ، اب اس معاملہ میں بھی ترقی ہو چکی ہے ، اب تو وہ خود ہمارے دروازے پر دستک دیتے ہیں ، اور ہر ذرائع سے ہمارے پاس آتے ہیں ، یہاں تک کہ بہت سے مسلمانوں کا عقیدہ برباد ہو گیا ، ایسے جادوگروں اور ایسے پروگراموں کی وجہ سے ان کا عقیدہ مفلوج ہو کر رہ گیا -

مصیبت تو یہ ہے کہ ایسے ٹی وی چینلز جو جادوگروں کی مہمان نوازی کر رہے ہیں ، وہ درحقیقت اپنی زبان حال سے یہ پیغام دے رہے ہیں :

(محترم ناظرین ، آپ اپنے گھر میں آرام سے رہیں ، ہم پوری تیاری کے ساتھ آئے ہیں تاکہ آپ کو ابھی اسلام سے خارج کر دیں ! آپ کو گھر سے نکلنے کی کوئی ضرورت نہیں ، ہم اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ آج رات اس سے پہلے کہ آپ اپنا سرتیکے پر رکھیں ہم آپ کو دین سے اس طرح نکال دیں گے جس طرح تیر کمان سے نکلتا ہے ) -

ایک اور مثال لیجئے : وہ (رسالے) جس میں ہم مبتلا ہو چکے ہیں ، اور اس کی برائی نے ہمیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہے ، اس کے بعض صفحات پر یہ لکھا ہوتا ہے : (آپ کی قسمت کا حال ستاروں کے ساتھ) ! اور (یہ ہفتہ کیسا رہے گا) !

آپ جانتے ہیں ان باتوں کا مطلب کیا ہے !؟

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے گھروں میں جادوگر ، نجومی اور تعویذ گنڈا کرنے والے رہائش پذیر ہیں ، ہم مانیں یا نہ مانیں ، خوش ہوں یا ناراض ، یہ ایک تلخ حقیقت ہے -

لہذا جس کے گھر میں اس قسم کے رسالے پائے جاتے ہیں ، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس گھر میں جادوگر رہائش پذیر ہیں ، اور ان لوگوں کا ان رسالوں کا مطالعہ کرنے کا مطلب ہے کہ یہ لوگ جادوگروں کے پاس جاتے ہیں اور ان سے مسائل دریافت کرتے ہیں ، پریشانی کی بات تو یہ ہے کہ بعض مسلمان یہ خرافات پڑھتے ہیں اور اس پر یقین کر لیتے ہیں ، اور نبی ﷺ کا فرمان ان پر ثابت ہو جاتا ہے کہ : (....تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کردہ شریعت کا انکار (کفر) کیا) -

اسی لیے ہمارے بعض علماء کا ایسے لوگوں کے بارے میں یہ فتویٰ ہے کہ اس قسم کے لوگ مذکورہ حدیث کی وعید میں داخل ہیں ، اعوذ باللہ ، معاملہ اتنا معمولی نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں ، یا یہ کہ یہ تو بس تفریح کا ایک ذریعہ ہے ، اور اس میں کوئی ایسی ڈرنے کی بات نہیں ، ان شاء اللہ اس لیکچر کے اختتام میں ہم اس پر روشنی ڈالیں گے -

اب تو ایک نئے قسم کا جادو بھی آ گیا ہے ، جو کہ (مسخرہ یا سرکس کا جادو) کہلاتا ہے ، اور اس میں ہم دیکھتے ہیں کہ بعض

لوگ لمبی سیخ اپنے منہ میں ڈالتے ہیں اور اسے پیٹ تک لے جاتے ہیں اور پھر واپس نکال لیتے ہیں ، کبھی تو منہ سے آگ بھی نکالتے ہیں ، کبھی لوہے کی بلیڈ کھا جاتے ہیں ، کبھی کچھ ایسے اعمال کرتے ہیں جو ایک عام آدمی کی دست قدرت سے باہر ہیں ، اور ان کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ یہ تو (ورزش یا اتھلیٹکس) ہے !!

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس قسم کے اعمال جادو اور جادوگروں کے ہیں ، اور مسلمان سے شریعت مطہرہ نے مطالبہ کیا ہے کہ ایسے تمام اعمال سے لازمی طور سے دور رہے ، اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ دھوکے میں مبتلا ہو جائے ، اور اس کے دل میں ان اعمال پر یقین پیدا ہو جائے جو یہ جادوگرٹی وی پروگرام اور فلموں میں کیا کرتے ہیں ۔

اور اس کا علاج یہ ہے : ایسے لوگوں کا راز فاش کیا جائے ، اور ان کے تماشوں کا پردہ چاک جائے ، تاکہ مسلمانوں پر ان کے اثرات نہ آسکیں ۔

اس لیے یہ بہت ضروری ہے کہ مسلمان ان جادوگروں اور نجومیوں کے حالات سے واقف ہوں ، اور یہ کہ یہ لوگ کون سے طریقے اور الفاظ استعمال کرتے ہیں لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لیے ، اس لیے بعض مسلمانوں سے جب یہ کہا جاتا ہے کہ تم فلاں جادوگر کے پاس کیوں جاتے ہو ؟ تو وہ جواب دیتا ہے : اللہ کی قسم میں نہیں جانتا تھا کہ فلاں جادوگر ہے یہاں تک کہ آپ لوگوں نے مجھے یہ خبر دی ، اسی لیے بہت سے لوگ ان جادوگروں کے جال میں پھنس جاتے ہیں ، اپنی جہالت اور عدم واقفیت کی وجہ سے وہ ایسی مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو ان کے دین اور عقیدہ کے لیے انتہائی خطرناک ہے ، العیاذ باللہ ۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کے بارے میں اپنے ولی الامر (حکمرانوں) کو اور دوسرے اداروں کو مثلاً پولیس اور دینی اداروں کو اطلاع دیں ، تاکہ وہ اس قسم کے لوگوں کو پکڑ سکیں ، اور ان کی جڑوں کو کمزور کر سکیں ، ان کی رگوں کو کاٹ سکیں ، تاکہ جو بیج انہوں نے بویا ہے وہ اگ نہ سکے ، اور تاکہ یہ امت ایک متحدہ امت بن جائے ، جس میں اس قسم کے خرافات کی کوئی گنجائش نہ ہو ، العیاذ باللہ ۔

ایسے لوگوں کے بارے میں خاموشی اختیار کرنا درحقیقت ان کے بازار کو گرم کرنے کے مترادف ہے ، اور لوگوں کو اپنے خالق کی بندگی سے دور رکھنا ہے ، اور اپنے خالق پر توکل سے ہٹانا ہے ۔

توحید کے معاملہ میں عصر حاضر کی تکلیف دہ حقیقت کی بات ابھی جاری ہے ، اور وہ تمام الزام تراشیاں جو اس عظیم الشان معاملہ کی طرف کی جاتی ہیں ، اس طرح کی باتیں ماضی میں بھی کی جاتی رہی ہیں ، لیکن عصر حاضر میں یہ بہت بڑھ گئی ہیں اور تیزی سے پھیل رہی ہیں ۔

اس میں سے وہ (قبریں) بھی ہیں جو آج بعض مسلمانوں کی نگاہوں میں بیت اللہ سے بھی زیادہ عظیم ہو گئی ہیں ، اور ان کی زیارت کرنے ہر سال اتنے لوگ آتے ہیں جتنے بیت اللہ کی زیارت کو نہیں آتے ، یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ قبروں کے معاملہ میں غلو ایک ایسی مصیبت ہے جو اپنی مختلف صورتوں میں بیشتر اسلامی ممالک میں پھیل گئی ہے ، اور اس میں جو شرکی امور ہیں وہ لوگوں پر ملتبس ہو گئے ہیں ، قبریں اور مزارات ایسی چیزیں ہو گئی ہیں کہ لوگ دور دور سے سامان سفر تیار کر کے ان کا قصد کرتے ہیں ، اور ان قبروں

کے مجاور، سجادہ نشین اور علماء سوء لوگوں کے لیے یہ شرکی معاملات مزین کر کے دکھاتے ہیں ، اور اس کے جواز پر مختلف قسم کی تاویلات اور باطل دلائل پیش کرتے ہیں ، اور لوگوں کا مال ناحق طور پر کھاتے ہیں ، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ سے دور کرتے ہیں ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فرمایا ہے : ” نہ تو صحابہ کرام کے دور میں اور نہ ہی تابعین اور ان کے بعد آنے والے لوگوں کے زمانے میں اس قسم کی کوئی چیز پائی جاتی تھی مسلمان ممالک میں ، نہ تو حجاز میں ، نہ یمن میں ، نہ شام میں ، نہ عراق میں ، نہ مصر میں ، نہ خراسان میں ، نہ مغرب میں کسی قسم کا مزار بنایا گیا ، نہ نبی ﷺ کی قبر پر ، نہ ہی ان کے صحابہ کی قبر پر ، نہ اہل بیت کے کسی فرد کی قبر پر ، نہ کسی نیک شخص کی قبر پر ، بلکہ یہ تمام مزارات بعد میں آنے والے لوگوں کی ایجاد ہے ، اور ان چیزوں کا ظہور اس وقت ہوا جب خلافت بنی عباس کمزور پڑ گئی ، اور امت تفرقہ میں پڑ گئی ، لادینی زندگی اور ملحد لوگوں نے مسلمانوں کا عقیدہ کمزور کرنے کی سازشیں شروع کر دیں ، اور ان کے درمیان اہل بدعت طاقتور ہو گئے ، اور یہ المقتدر کے دور سے جو تین سو سال کا آخری حصہ ہے ، اسی دور میں قرامطہ العبیہ انقداحیہ کا ظہور مغربی عرب میں ہوا ، اس کے بعد ان لوگوں نے مصر کا رخ کیا “ انتھی کلامہ۔

ایک اور جگہ پر شیخ الاسلام نے فرمایا : ” اہل تشیع کی بدعت نمودار ہوئی جو شرک کا دروازہ ہے ، پھر جب زنادقہ اقتدار میں آ گئے تو انہوں نے مزارات بنانے کا حکم دیا اور مساجد کو معطل کر دیا گیا ، اور پھر مزارات پر چراغاں ہونے لگا اور ان کی تعظیم ہونے لگی اور دعائیں مانگی جانے لگیں ، اور اتنا جھوٹ بولا گیا کہ اتنا جھوٹ تو میں نے اہل کتاب میں بھی نہیں پایا ، یہاں تک کہ اہل بدعت کے ایک بڑے بدعتی ابن نعمان نے ایک کتاب کی تصنیف کی جس کا نام اس نے رکھا (مزارات کا حج اور اس کے مناسک) ، اور اس میں نبی ﷺ پر اور ان کے اہل بیت پر جھوٹ باندھا گیا ، جس سے دین اور ملت کو ایک الگ رنگ دیا گیا ، اور وہ شرک لیکر آئے جو توحید کے منافی ہے ، اس طرح سے انہوں نے شرک اور جھوٹ دونوں کو جمع کر دیا “ انتھی کلامہ رحمہ اللہ

اس سے یہ واضح ہو گیا کہ جن لوگوں نے شرک اور قبور کا بیج بویا وہ شیعہ رافضہ تھے ، آج کے دور میں تو ان قبور کی تعداد میں بہت اضافہ ہو گیا ہے ، یہاں تک کہ کچھ تو ایسی باتیں ہیں جن سے بچے کے بال بھی سفید ہو جائیں ، مثال کے طور پر : براعظم ایشیا کے ایک ملک میں بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) سے زائد ایسی قبریں موجود ہیں جن کی زیارت ، طواف اور عبادت کے لیے لوگ آتے ہیں ، والعیاذ باللہ ، اور براعظم افریقا کے ایک عربی ملک میں چھ ہزار (۶۰۰۰) سے زائد ایسی قبریں پائی جاتی ہیں ، اور ان میں ایک ہزار سے زائد قبریں مشہور ہیں ۔

اگر کسی امت کی ایسی حالت ہو ، اتنے مزارات اور ایسے اعمال ہوں تو اللہ کی نصرت کیسے شامل حال ہو سکتی ہے ؟! اور ایسی امت اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے کیسے فلاح اور کامیابی کی امید رکھ سکتی ہے ، جبکہ اس نے اس بات کا اقرار ہی نہ کیا ہو کہ عبادت خالصۃ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے ؟!

امام ابن القیم - رحمہ اللہ - نے قبروں کی عبادت کرنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے :

” اگر تم ان غلو کرنے والوں کو دیکھو جنہوں نے قبر کے گرد ایک میلہ بنا رکھا ہے ، اور جب وہ ان قبروں کو دیکھتے ہیں تو اپنی سوار یوں سے اتر جاتے ہیں ، اپنے ماتھے ٹیک دیتے ہیں ، زمین کو بوسہ دیتے ہیں ، سر کو ننگا کرتے ہیں ، ان کی آوازیں بلند ہو جاتی

ہیں ، اور ایسا روناروتے ہیں کہ ان کے رونے کی آواز دور دور تک سنائی دیتی ہے ، اور یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں ایسا کر کے حج کا ثواب کمالیا ہے ، تو ایسے لوگوں سے مدد مانگتے ہیں جو نہ پیدا کرنے پر قادر ہیں اور نہ ہی موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر ، پکارتے ہیں مگر بہت دور سے کہ جس کو پکارا جا رہا ہے اس تک ان کی آواز نہیں پہنچتی ۔

یہاں تک کہ جب قریب آتے ہیں تو قبر کے پاس دو رکعت ادا کرتے ہیں ، اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے ان لوگوں سے بھی زیادہ اجر حاصل کر لیا ہے جنہوں نے قبلتین (المسجد الحرام اور المسجد الاقصیٰ) کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہو !!

تم دیکھو گے کہ ایسے لوگ قبر کے گرد رکوع اور سجود کی حالت میں پڑے ہوں گے اور مردہ سے فضل اور مغفرت کی امید کر رہے ہوں گے ، لیکن درحقیقت ایسے لوگ اپنے نامہ اعمال میں ناکامی اور رسوائی جمع کر رہے ہوتے ہیں ، اس لیے کہ غیر اللہ سے مراد پوری ہونے کی توقع کیے ہوتے ہیں ، غیر اللہ سے حاجتیں پوری کرنے کی امید کرتے ہیں ، مصیبتیں دور کرنے کی توقع کرتے ہیں ، فقر و فاقہ اور تنگدستی دور ہونے کی امید رکھتے ہیں ، بیماریوں سے اور دیگر تکالیف سے نجات اور شفا کی امید رکھتے ہیں ۔

پھر قبر کے گرد ایسے طواف کرتے ہیں جیسے بیت اللہ کے گرد کیا جاتا ہے ، جسے اللہ نے دونوں جہانوں کے لیے ہدایت اور رحمت بنایا ہے ، پھر بوسہ دیتے ہیں اور استلام کرتے ہیں جیسے حجر اسود کا بوسہ اور استلام کیا جاتا ہے ۔

پھر اپنے چہرے اور ماتھے ایسے ٹیک دیتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں بھی نہیں ٹیکتے ، اس کے بعد قبر کے حج کے مناسک پورے کرتے ہیں ، بال کٹواتے یا منڈواتے ہیں ، اور اس وٹن (قبر) سے اپنا حصہ وفاندہ (اپنے گمان میں) حاصل کر چکے کیونکہ (ظاہری بات ہے) اللہ تعالیٰ کے پاس ایسے لوگوں کے لئے اجر و ثواب میں سے کوئی حصہ نہیں ، پھر اس وٹن یعنی قبر کے لیے قربانیاں دیتے ہیں ، اور ان کی یہ تمام نمازیں دعائیں قربانیاں اور دیگر مناسک غیر اللہ کے لیے ادا کیے گئے ۔

پھر تم دیکھو گے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے ہوں گے یہ کہتے ہوئے : اللہ ہمیں بھی اور تم کو بھی اس کا عظیم اجر و ثواب دے !!

اور جب یہ واپس لوٹتے ہیں تو ان سے غلو کرنے والے احمق پوچھتے ہیں اگر یہ قبر کے حج کا ایصال ثواب کر دیں اور اس کے بدلے بیت اللہ کے حج کا ثواب حاصل کر لیں ، تو وہ منع کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ : نہیں بیت اللہ الحرام کے دس حج کے ثواب کے بدلے بھی اس ایک حج کا ثواب نہیں دوں گا !! “

ایسے بگڑے ہوئے قبر پرستوں کا علاج درحقیقت تین طریقوں سے کیا جاسکتا ہے :

۱. علمی طریقہ ، اور یہ علماء کرام اور طلاب علم کیا کرتے ہیں ، اس لیے کہ قبر پرست اپنے مذموم مقاصد کو صحیح ثابت کرنے کے لیے خوابوں یا پھر جھوٹی موضوع احادیث اور قصہ کہانیوں کا سہارا لیا کرتے ہیں ، لہذا طالب علموں آپ پر فرض عائد ہوتا ہے کہ ان قبر پرستوں کے جھوٹ کا پردہ فاش کیجئے اور ان کی حقیقت عوام الناس کے سامنے رکھیں ، اور ان خوابوں ، موضوع و من گھڑت احادیث اور قصہ کہانیوں پر اعتماد کرنے کے فساد کو ظاہر کیجئے ، ساتھ ہی ساتھ دلائل کو پرکھنے اور قبول کرنے کا جو صحیح معیار ہے وہ بھی ان کے سامنے پیش کیجئے یعنی قرآن اور سنت سے ہی استدلال کیا جائے اور ان کے فہم کے سلسلے میں فہم سلف صالحین پر ہی اعتماد کیا جائے ۔



۲. تبلیغ اور دعوت کا طریقہ ، اس کا مطلب یہ ہے کہ علماء اور داعیان حضرات ان علاقوں میں جہاں قبر پرستی یعنی ان کی تعظیم اور غلو کیا جاتا ہے، لوگوں میں توحید کی اہمیت کو اجاگر کریں ، اور لوگوں کو توحید کے صحیح مفہوم سے اور محض اللہ تعالیٰ سے لو لگانے کی اہمیت سے روشناس کرائیں۔

عمومی طور پر امت کی کتاب و سنت کے دلائل کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی اہمیت پر تربیت کی جائے ، یہی نہیں بلکہ مکمل تسلیم اور دلی رضامندی کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات قبول کی جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے : ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يَحْكُمُوا فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا

فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيَسْلُمُوا تَسْلِيمًا﴾ [النساء : ۶۵]

ترجمہ : (سو قسم ہے تیرے رب کی ! یہ مومن نہیں ہو سکتے ، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں ، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں) ۔

۳. دعوت غور و فکر کا طریقہ ، اس لیے کہ قبروں اور مزاروں میں غلو ایسی قوموں میں ہی ہوتا ہے جنہوں نے عقل کو معطل کر دیا ہو اور غور و فکر سے کام نہ لیتے ہوں ۔

اس کے علاوہ ایک احتسابی (قوت استعمال کرنے کا) طریقہ بھی ہے ، اور وہ یہ کہ اس قسم کی قبروں پر تعمیر گنبد اور مزارات کو توڑ دیا جائے اور اسے گرا دیا جائے ، جیسا کہ ابی الہیاج الاسدی کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے ، جس کی روایت صحیح مسلم میں ہے ، یہ علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے جب انہوں نے اسی صحابی سے فرمایا : ” کیا میں تمہیں ایسے کام پر مامور نہ کروں جس کا م پر نبی ﷺ نے مجھے مامور کیا تھا ؟ اور وہ کام یہ ہے کہ کسی بھی قبر کو اونچا دیکھو تو اسے زمین بوس (بلڈوز) کر ڈالو ، اور کوئی بھی تصویر دیکھو تو اسے مٹا ڈالو “ ۔

یقیناً یہ بات استطاعت کے ساتھ مشروط ہے جبکہ کسی نقصان کا اندیشہ نہ ہو ، جس طرح عظیم داعی امام محمد بن عبد الوہاب (رحمہ اللہ) نے عثمان بن عمر (رحمہ اللہ) کے ساتھ مل کر کیا ، جب انہوں نے قبروں پر تعمیر گنبد مسمار کئے اور ایسے درخت جن کے بارے میں لوگ مختلف قسم کے اعتقادات رکھتے تھے انہیں اکھاڑ پھینکا ، امام صاحب نے بذات خود اپنے ہاتھوں سے اس گنبد کو مسمار کیا جو زید بن الخطاب (رحمہ اللہ) کی قبر پر تعمیر کیا گیا تھا ، اسی طرح اس درخت کو بھی کاٹ اکھاڑ پھینکا جو شجرۃ الذنب کے نام سے مشہور تھا ۔

اسی طرح شیخ حافظ الحکمی (رحمہ اللہ) نے صامطہ نامی شہر میں ساحل کے علاقے میں ایک گنبد توڑ ڈالا ، اور ایک گنبد جو شریف حمود المکرمی کی قبر پر تعمیر کیا گیا تھا اسے بھی توڑ ڈالا ۔

سال ۱۴۴۳ھ میں سلفی دعوت کے متبعین نے مکہ مکرمہ میں موجود قبروں پر کی گئی تعمیرات اور گنبدوں کا ازالہ کیا ، مثال کے طور پر وہ گنبد جوام المؤمنین خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی قبر پر اہل بدعت نے تعمیر کیا تھا ۔

اسی طرح اہل دعوت و تبلیغ کو چاہیے کہ ایسی قبروں پر بیٹھے پیروں ، فقیروں ، مجاوروں اور سجادہ نشینوں کا پردہ فاش کریں اور ان کا مکر

و فریب ظاہر کریں ، تاکہ لوگ ان کی حقیقت سے واقف ہوں اور جان جائیں کہ یہ لوگوں کو دھوکہ دیکر ان کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلامی دنیا میں اس قسم کی قبروں کا پھیلنا اور اسے فروغ ملنے کی بہت سی وجوہات ہیں :

۱. دینی وجوہات ، اور وہ یہ کہ قبر پرستوں کے نفس میں توحید کی حقیقت کا فقدان پایا جاتا ہے ، اور اس کے ساتھ ان قبر پرستوں کے علماء اور مشائخ لوگوں کو خود ساختہ دلائل پیش کرتے ہیں کہ یہ سب درست ہے اور دینی حقیقت ہے اور شریعت میں اس کی گنجائش ہے ، اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ قبر والے نفع نقصان کے مالک ہیں ۔

۲. نفسیاتی وجوہات ، یعنی ایسی نفسیاتی وجوہات بھی ہیں جو اس قسم کی قبروں اور مزارات کی تعظیم اور ان اصحاب قبور سے ڈرنے کا سبق دیتے ہیں ، جس کے نتیجے میں نفس میں ایک ایسا اعتقاد جنم لیتا ہے جس میں ان اصحاب قبور سے اور ان کے غضب سے خوف کی کیفیت پیدا ہوتی ہے ، اسی طرح مختلف قسم کے پروپیگنڈا نے بھی ایسے اعتقادات کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے ، مثال کے طور پر صوفی ہمیشہ لوگوں کو اولیاء کے غضب سے ڈراتے ہیں ۔

۳. معاشرتی وجوہات ، جس میں خوشامد ، چالوسی اور بناوٹ نے ایک اہم کردار ادا کیا ، اس کے ساتھ ساتھ قبر کے خدام نے لوگوں کے دلوں میں اپنی ہیبت قائم کرنے کے لیے ایک مخصوص قسم کی شخصیت اختیار کر لی ہے ، اسی طرح مختلف بستیوں اور شہروں کے باشندوں کا ان قبروں اور مزاروں کی وجہ سے ایک دوسرے پر فخر کرنا خصوصا اگر اس مزار اور مزار والے کی بہت شہرت و منزلت ہو ، اور حالت یہاں تک جا پہنچی کہ بعض بستی والے اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ان کے درمیان فلاں کی قبر ہے ، جیسے کہ یہ کوئی ایسے بڑے فخر اور عزت کی بات ہے کہ جس سے بڑھ کر کوئی شرف و فضیلت نہیں !!

۴. مالی و اقتصادی وجوہات ، جو کہ مادی منافع پر مشتمل ہے ؛ یہ بات بالکل واضح ہے کہ ابتدا سے ہی رافضہ (شیعہ) نے قبروں اور مزاروں کو کمائی کا ذریعہ بنا رکھا ہے ، ان مزاروں کی دیکھ بھال کرنے والے ان پیسوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں ، اور ان کے ساتھ ساتھ اس کے ارد گرد رہنے والے ہزاروں لوگ خود ساختہ عرس اور میلاد وغیرہ سے حاصل آمدنی سے فائدہ اٹھاتے ہیں ۔

۵. سیاسی وجوہات ، اور وہ اس طرح کہ ان حکومتوں کو اس قبر پرستی میلوں ٹھیلوں اور عرس کے پس منظر میں بہت سے سیاسی مفادات حاصل ہوتے ہیں ، مزید یہ کہ ان دینی نقطہ نظر کو دبایا جاسکے جو ان کے مخالف ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ استعماری قوتیں بھی ایسے قبر پرستی اور شرکیہ امور کو فروغ دیتی ہیں ، اس لیے کہ وہ جانتے ہیں کہ اس طرح امت کو کمزور کر کے تفرقہ بازی میں ڈالا جاسکتا ہے ۔

ابھی بات جاری ہے ان الزامات کی جو اس عظیم الشان معاملہ یعنی توحید پر لگائے جاتے ہیں ۔

ان الزامات میں سے جن میں آج ہم مبتلا ہیں وہ باکثرت دینی جماعتوں ، تحریکوں اور تنظیموں کا موجود ہونا مگر دعوت توحید اور عقائد کی تصحیح کا کوئی اہتمام نہ کرنا ہے ، جیسا کہ انہیں اس سے کچھ سروکار ہی نہیں ، بلکہ حال تو یہاں تک جا پہنچا کہ وہ توحید سے تجاہل برتتے ہیں اور داعیان توحید سے لوگوں کو خبردار کرتے اور دور رکھتے ہیں ، تو یہ بعض ان امور اور شبہات کے ضمن میں بات ہو رہی تھی جس میں امت مبتلا ہے ، ان شاء اللہ اس تقریر کے آخر میں اس بارے میں ایک مستقل بحث کرنے کی کوشش کریں گے ۔

آج کے دور میں کوئی بھی دنیا میں موجود اسلامی دعوتی جماعتوں پر غور و فکر کرے گا تو وہ اس حقیقت کا آسانی ادراک کر سکتا ہے کہ



ان دعوتوں کے یہاں توحید کا عدم اہتمام ہے۔ بلکہ اگر ہم ان جماعتوں کے تعلق سے کچھ حسن ظن بھی رکھیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ بھی ان کے یہاں توحید کوئی ایسا انتہائی معمولی سا یا ثانوی حیثیت کا حامل معاملہ ہے کہ (ان کے نزدیک) اگر وقت ملا تو اس کے بارے میں کچھ گفتگو کی جائے گی وہ بھی اس طور پر کہ کسی دوسری جماعت کے اعتقاد سے متعارض نہ ہو تاکہ ان کے دعویٰ کے مطابق کسی قسم کی نفرت اور تفرقہ نہ پیدا ہو۔

ان جماعتوں میں سے ایک جماعت ہے (الابخوان المسلمین) (پاکستان میں جماعت اسلامی اور تنظیم اسلامی وغیرہ) جنہوں نے اپنا سارا وقت اور اپنی تمام قوت اس بات میں صرف کر رکھی ہے کہ لوگوں کی توجہ ان کے مقصد حیات یعنی توحید ایک اللہ کی خالص عبادت اور شرک سے اجتناب سے پھیر کر لوگوں کو جسے وہ کہتے ہیں (شرك القصور) (پارلیمنٹ کا شرک) اور (توحید الحاکمیت) (توحید حاکمیت) میں مصروف کر رکھا جائے، جیسے ک امت کو صرف اسی کام کے لیے پیدا کیا گیا ہو۔

اسی لیے جب شیخ علامہ ابن باز (اللہ ان پر رحم فرمائے) اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے) جب ان سے اس جماعت کے بارے میں دریافت کیا گیا، جیسا کہ رسالہ (المجلدۃ) کے شمارہ ۸۰۶ میں، تاریخ ۲۵ / صفر / ۱۴۱۶ ہجری، صفحہ نمبر ۲۴ پر لکھا ہے کہ شیخ ابن باز سے پوچھا گیا کہ تحریک اخوان المسلمین کی سرگرمیاں مملکت سعودی عرب میں داخل ہو چکی ہیں، اور طالب علموں کے درمیان بڑا جوش و خروش پایا جاتا ہے، آپ کی اس تحریک اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اور کیا یہ اہل سنت والجماعت کے نظریہ سے موافقت رکھتی ہے؟

شیخ صاحب نے جواب دیا: ”اخوان المسلمین کی سرگرمیوں پر بڑے علماء کرام تنقید کرتے ہیں، اس لیے کہ ان کے یہاں توحید کی دعوت کا کوئی اہتمام نہیں پایا جاتا، نہ ہی شرک اور بدعت سے انکار اور منع کرنے کی کوئی بات ہوتی ہے، اور ان لوگوں کے کچھ خاص مناہج ہیں جس میں اللہ کی طرف دعوت دینے میں کوئی خاص اہتمام محسوس نہیں ہوتا، اسی طرح صحیح اسلامی عقیدہ کی طرف جس پر اہل سنت والجماعت ہیں اس کی طرف بھی کوئی خاص توجہ نہیں، لہذا اخوان المسلمین کو چاہیے کہ سلفی دعوت کا اہتمام کریں، اللہ کی توحید کی طرف دعوت کا اہتمام کریں، قبروں کی عبادت سے منع کریں، مردوں سے تعلق اور ان سے مدد طلب کرنے سے روکیں، جیسا کہ حسن، حسین اور البدوی وغیرہ کو لوگ مدد کے لئے پکارتے ہیں، اور اس عظیم اصل کا بہت خاص اہتمام ہونا چاہیے، اور یہ عظیم اصل ہے (لا إله إلا الله) جو کہ دین کا اصل ہے، اور سب سے پہلے مکہ مکرمہ میں جب نبی ﷺ نے دعوت کا آغاز کیا تو توحید اور (لا إله إلا الله) کے معنی کی طرف ہی دعوت دی۔

لہذا اہل علم کی ایک کثیر تعداد اخوان المسلمین پر اس معاملہ میں تنقید کیا کرتے ہیں، یعنی اللہ کی توحید اور اس کے لئے اخلاص کی طرف دعوت دینے کا عدم اہتمام، اور جاہلوں نے جو مردوں سے تعلق قائم کر رکھا ہے اور ان مردوں سے مدد و استعانت طلب کرتے ہیں، ان کے لئے نذر و نیاز اور قربانیاں دیتے ہیں جو کہ شرک اکبر ہے، ان معاملات کی طرف اخوان المسلمین توجہ نہیں دیتے۔

اس کے علاوہ اخوان المسلمین پر یہ بھی تنقید کی جاتی ہے کہ وہ سنت پر توجہ دیتے ہیں اور نہ ہی احادیث کریمہ پر، اور قرآن و سنت کے جن احکام پر اس امت کے سلف صالحین کا رہنما بنے ان پر بھی کوئی توجہ نہیں دیتے۔ ان امور کے علاوہ بھی ان سے متعلق بہت سی قابل

اعتراض باتیں ہیں جو وقتاً فوقتاً میرے علم میں آتی ہیں ، ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ انہیں حق بات کی توفیق عنایت فرمائے ۔  
ایسی جماعتوں کے بارے میں ایک اور مثال (تبلیغی جماعت) کی ہے ، جس کے بارے میں بہت سے علماء کرام سے دریافت کیا گیا ، اور ان علماء کرام میں سرفہرست ہیں سماحۃ الشیخ علامہ عبدالعزیز بن باز (رحمہ اللہ) ، جب ان سے اس جماعت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا :

”تبلیغی جماعت کے لوگوں میں عقیدہ کے بارے میں فہم اور بصیرت نہیں پائی جاتی ، لہذا ان لوگوں کے ساتھ وہی شخص جائے جسے اس صحیح اسلامی عقیدہ کے بارے میں فہم اور بصیرت ہو جس پر اہل سنت و جماعت ہیں ، تاکہ وہ انہیں سمجھا سکے اور نصیحت کر سکے ، اور خیر و بھلائی میں ان کے ساتھ تعاون کر سکے “ ۔

علامہ شیخ محمد بن ابراہیم (رحمہ اللہ) جو کہ مملکت سعودی عرب کے مفتی تھے ، جب ان سے اس جماعت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا : ”اس جماعت میں کوئی خیر نہیں ، یہ بدعت اور گمراہی کی جماعت ہے ، ان کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ بدعت اور گمراہی پر مشتمل ہیں ، اس میں قبروں کی عبادت اور شرک کی دعوت ہے ، اور یہ معاملہ ایسا ہے کہ اس پر خاموش نہیں رہا جاسکتا ، اس لیے ان شاء اللہ ہم ان کتابوں کا رد کریں گے تاکہ اس میں جو بدعت اور گمراہی ہے وہ واضح ہو جائے ، ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ اپنے دین کو نصرت اور کامیابی عطا فرمائے اور اپنے کلمے کو بلند فرمائے ، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ “ ۔  
علامہ عبدالرزاق العفیفی (رحمہ اللہ) سے جب اس جماعت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا : ”حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک بدعتی اور منحرف جماعت ہے ، یہ قادری اور دیگر دوسرے سلسلہ تصوف (نقشبندی، سہروردی، چشتی) پر چلنے والی جماعت ہے ، اور ان کا نکلنا (گشت، تبلیغ اور چلے پر) درحقیقت اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں ، بلکہ (ان کے بانی) الیاس کا ندھلوی کے لیے ہے ، اور یہ کتاب اور سنت کی طرف دعوت نہیں دیتے ، بلکہ یہ اپنے شیخ الیاس کی طرف دعوت دیتے ہیں جو بنگلادیش میں ہے ، اللہ کی طرف دعوت دینے کے لیے نکلنا ہی درحقیقت فی سبیل اللہ نکلنا ہے ، جبکہ تبلیغی جماعت کا نکلنا ایسا نہیں “ ۔

علامہ عبدالرزاق نے مزید فرمایا : ”میں ایک مدت سے اس جماعت کو جانتا ہوں ، یہ درحقیقت اہل بدعت ہیں جہاں کہیں بھی ہوں ، یہ مصر، اسرائیل، امریکا، اور سعودی عرب ہر جگہ پر ہیں ، اور یہ سب اپنے شیخ الیاس سے وابستہ ہیں “ ۔  
اس بارے میں اور بہت سے علماء کرام کے فتاویٰ موجود ہیں ، لیکن وقت کی کمی کے باعث میں اسی پر اکتفا کروں گا تاکہ باقی امور پر بھی روشنی ڈالی جاسکے ۔

عصر حاضر میں ہم ایک اور مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں ، اور وہ یہ کہ بعض ایسے لوگ جو اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں ، ہماری طرح کا لباس پہنتے ہیں ، ہماری ہی بولی بولتے ہیں ، ہماری ہی نسل میں سے ہیں بلکہ بعض کو تو مفکرین اسلام اور عظیم دانشور تک پکارا جاتا ہے مگر یہ لوگ توحید کی عظیم الشان عمارت پر ضرب لگاتے ہیں ، اس کی بنیادوں کو کمزور کرنا چاہتے ہیں ، اس طرح سے کہ یہ لوگ وحدت ادیان کی دعوت دیتے ہیں ، بعض رافضہ کے ساتھ قربت کی دعوت دیتے ہیں ، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہو اور محبت رکھتا ہو ، وہ اپنے دین کو اس کے دین کے ساتھ ملا دے جو یہ کہتا ہو :

﴿إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثٌ ثَلَاثَةٌ﴾ [المائدة : ۷۳] !؟

ترجمہ : (اللہ تین میں کا تیسرا ہے) !؟

یا جو یہ کہتا ہو : ﴿إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ﴾ [آل عمران : ۱۸۱] !؟

ترجمہ : (اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں) !؟

یا یہ کہے کہ : ﴿يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ﴾ [المائدة : ۶۴] !؟

ترجمہ : (اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں) !؟

﴿غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلَعَنُوا بِمَا قَالُوا﴾

(انہی کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور ان کے اس قول کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی)

کیا اس کے بعد بھی ایک مسلمان جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ، اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانا ، اسلام کو اپنا دین تسلیم کیا ، محمد ﷺ کو نبی اور رسول مانا یہ چاہ سکتا ہے کہ اس کے دین کو ان تحریف شدہ اور منسوخ ادیان کے ساتھ خلط ملط کر دیا جائے !؟

یا ایک سنی مسلمان جو نبی ﷺ کی سنت کی اتباع کرنے پر فخر محسوس کرتا ہو ، اس سے یہ توقع کیسے کی جاسکتی ہے کہ وہ شیعہ رافضہ کے قریب ہو جائے !؟ کیا اہل سنت سے یہ توقع کی جارہی ہے کہ وہ ان لوگوں کے قریب ہو جائیں جو ام المؤمنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں !؟ کیا اہل سنت سے یہ توقع کی جارہی ہے کہ وہ ان لوگوں کے قریب ہو جائیں جو ابوبکر ، عمر ، حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو گالیاں دیتے ہیں !؟ اہل سنت سے یہ توقع کیسے کی جاسکتی ہے کہ وہ ان لوگوں کے قریب ہو جائیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن تحریف و تبدیل شدہ اور منسوخ ہے !؟

ہم سے ایسی توقعات کیسے کی جاسکتی ہیں !؟ ہم کس منہ سے قیامت کے دن نبی ﷺ کے حوض مبارک سے پانی کا گھونٹ لے سکتے ہیں ، جس دن کچھ قوموں کو حوض مبارک سے دور کیا جا رہا ہوگا ، اور کہا جائے گا : ”آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں ایجاد کی تھیں“ !؟ کیا آپ جانتے ہیں آپ کے بعد انہوں نے کیا بدعتیں کیں !؟ کیا تم نبی ﷺ کے حوض مبارک سے پینا چاہتے ہو جبکہ تم نے ان لوگوں کو اپنے سے قریب کیا تھا جنہوں نے نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ پر زنا کی تہمت لگائی ، تم نے ان سے محبت کی تھی جنہوں نے نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے نفرت اور بغض رکھا تھا !؟

اس بارے میں تو بات بہت طویل ہے ، لیکن فی الحال ہم ایک دوسرے معاملہ کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں۔

ولاء اور براء کے معاملہ میں تساہل برتنا ، اور اس معاملے میں ناجائز نرمی اختیار کرنا ، یا پھر اسے محض کفار تک مخصوص کر دینا ، جبکہ اہل بدعت اور ان کے حواریوں کا ولاء اور براء میں بڑا حصہ ہے (یعنی صرف کفار سے نہیں اہل بدعت سے بھی نفرت ، بائیکاٹ اور دشمنی رکھنی ہے) ، عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا : ”جس نے اللہ کے لیے محبت کی ، اللہ کے لیے نفرت کی ، اللہ کے لیے دوستی کی ، اللہ کے لیے دشمنی کی ، بس انہی اعمال سے گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی ولایت (دوستی) حاصل کر لی“ .

جب امام اہل سنت امام احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) کو دیکھا گیا کہ جب انکی نظر کسی نصرانی (مسیحی) شخص پر پڑ جاتی ہے تو وہ اپنی نظر

زمین کی طرف جھکا لیتے ہیں ، تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں ؟ انہوں نے فرمایا : ”مجھے یہ بات گوارہ نہیں کہ میری نظر ایسے شخص پر پڑے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ہو“ .

آج کے دور میں کتنے مسلمان ایسے ہیں جو حسرت کی نظر سے ان کفار کی طرف دیکھتے ہیں ، بلاشبہ اس عمل کی کثرت کفار سے محبت پیدا کر دیتی ہے ، والعیاذ باللہ .

ابن عقیل (رحمہ اللہ) نے ایک بہت خوبصورت بات کی ہے . وہ اپنے زمانے کے حنابلہ کے ایک بڑے عالم تھے . انہوں نے فرمایا : ”اگر تم مسلمانوں کے دلوں میں اسلام جاننا چاہتے ہو ، تو کہیں مساجد میں ان کی کثرت تعداد تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ ہی حج میں با آواز بلند لبیک اللہم لبیک پکارنا ، بلکہ یہ دیکھنا کہ شریعت کے دشمنوں کے ساتھ ان کا معاملہ کیسا ہے ، دیکھو یہ ابن الراوندی ایک زندیق (بے دین) ملحد ، جب مر گیا تو اس کی قبر پر میل لگانا شروع کر دیا اور اس کی تصنیفات خریدنے لگے“

عصر حاضر میں توحید کا معاملہ انتہائی دردناک اور افسوسناک ہے ، جو ان تمام تدابیر اور پروپیگنڈوں سے واضح ہوتا ہے جو توحید کے خلاف شبہات ابھارنے کے لئے کئے جاتے ہیں ، تاکہ اس کی اہمیت کم کر دی جائے اور اس کو ایک سطحی اور غیر اہم معاملہ قرار دے دیا جائے .

ان شبہات میں سے ایک شبہ یہ ہے جو ہم آج کل سنتے رہتے ہیں کہ : امت کو توحید کے مسائل میں مت الجھاؤ اور توحید کی باتیں مت کرو ، کیونکہ امت ابھی یہود اور نصاریٰ اور سیکولروں سے نبرد آزما ہے . اس شبہ کا رد کئی طریقوں سے کیا جاسکتا ہے :

۱. ابو اقدالیثی کی حدیث جس کی روایت ترمذی نے کی ہے حیدر سند کے ساتھ ، فرمایا : ”ہم نبی ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے اور ہمیں ابھی کفر سے نکلے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا ، جب ہم ایک درخت جس کا نام (ذات النواط) تھا اس کے قریب سے گزرے تو ہم نے کہا : اے اللہ کے رسول ﷺ ، ہمارے لیے بھی ایک ذات النواط مقرر فرمادیں جیسے ان (مشرکین) کا ذات النواط ہے ؟!“ .

آج کے دور میں اگر یہ معاملہ بعض اسلامی مفکرین و دانشوروں کے سامنے رکھا جائے تو وہ یہ کہیں گے : خاموش ہو جاؤ ، خاموش ہو جاؤ ، جب ہم جنگ سے فارغ ہو جائیں گے اور دشمن پر غالب آجائیں گے تو پھر ہم عقیدہ اور دین کی درستگی پر توجہ دینگے !! .

نہیں ، نبی اکرم ﷺ ہرگز ایسے نہ تھے اور نہ ہی ان کا یہ نظریہ تھا ، نبی کریم ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور مسئلہ کا حل اور بیماری کا علاج اسی وقت اس کی جڑ سے کیا ، اور فرمایا : ”اللہ اکبر ، یہ تو ہوہو گزشتہ امتوں کے طریقے ہیں ، اللہ کی قسم تم لوگوں نے وہی بات کی ہے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کی تھی ﴿اجعل لنا إلهًا كما لهم آلهة﴾ ، قال إنکم قوم تجهلون ﴿[الأعراف : ۱۳۸]﴾“ .

ترجمہ : (اے موسیٰ ! ہمارے لئے بھی ایک معبود ایسا ہی مقرر کر دیجئے جیسے ان کے یہ معبود ہیں ، آپ نے فرمایا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے) -

پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے نبی کریم محمد ﷺ پر درود و سلام ہو ، کیوں نہیں ، وہی تو امت کے لئے ایک ایسا نمونہ اور اسوۂ

حسنہ ہیں کہ جن کی اقتداء اور نقش قدم کی پیروی کرنا امت پر واجب ہے، کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ ان سے کوتاہی برتے؟!؟

۲. علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا فعل ، وہ خوارج کا مقابلہ اور ان کے ساتھ جنگ میں مصروف رہے ، جبکہ امت روم اور فارس کے ساتھ جنگ میں مصروف تھی ، روم اور فارس کے ساتھ جنگ میں مصروفیت نے انہیں عقیدہ کی تصحیح سے نہیں روکا ، تاکہ امت کا عقیدہ ایک ہو جائے ، ایسی امت جو اللہ پر ایمان رکھتی ہو ، اللہ کی عبادت کرتی ہو ، اللہ کو ایک مانتی ہو ، اللہ پر ہی توکل کرتی ہو ، اللہ کے سوا کسی سے مدد نہ مانگتی ہو ، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفات عالیہ کا اقرار کرتی ہو اور اس میں نہ کسی چیز کا انکار کرتی ہو اور نہ ہی بیجا تاویل سے کام لیتی ہو ۔

ایسے لشکر یا فوج یا مجاہدین (جن کے بارے ہمیں خاموشی اختیار کرنے کو کہا جاتا ہے) کی نصرت کی توقع کیسے کی جاسکتی ہے؟! کیا اللہ تعالیٰ سے ایک ایسی فوج کی مدد نصرت کرنے کی توقع کی جاسکتی ہے جس کی دو تہائی اکثریت اللہ کے عرش پر مستوی ہونے کی منکر ہو؟!؟

اللہ سبحانہ و تعالیٰ تو فرماتے ہیں : ﴿ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ

اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ﴾ [ الفرقان : ۵۹ ، السجدة : ۴ ]

ترجمہ : (اس (اللہ تعالیٰ) نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کو چھ دن میں پیدا فرمایا ، پھر وہ عرش پر مستوی ہوا) بعض مسلمان ان صفات کی تاویل کرتے ہیں اور ان کی باطل تفسیرات پیش کرتے ہیں ، جو مسلمانوں کے دلوں میں شکوک و شبہات کو جنم دیتی ہیں ، اور جس سے امت کے دلوں میں عقیدہ توحید متزلزل ہوتا ہے ، یہاں تک کہ اس قسم کے شبہات جن میں ہم مبتلا ہیں کی وجہ سے صحیح اسلامی عقیدہ گھل کر ختم ہو جاتا ہے اور صحیح تصورات بخارات کی مانند اڑ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے یہ توقع کیسے کی جاسکتی ہے کہ وہ ایسی فوج کو نصرت اور کامیابی سے ہمکنار کریگا جس میں معتزلہ کی طرح صفات باری تعالیٰ کے منکر لوگ موجود ہوں ، یا جہمیہ کی طرح اسماء اور صفات کے منکر لوگ ہوں ، یا اشاعرہ کی طرح بعض صفات کے منکر ہوں ، اور آج کے دور میں عام طور پر مسلمان اشاعرہ (ماتریدیہ) کے طرز کا ہی عقیدہ رکھتے ہیں ! ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ مسلمانوں کو ہدایت دے اور انہیں راہ راست پر لائے ۔

اس کے علاوہ مسلمانوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوششوں میں سے ایک کوشش یہ کہنا بھی ہے کہ: توحید لوگوں میں تفرقہ اور انتشار پیدا کرتی ہے ، یہ ہم اکثر سنا کرتے ہیں ، اور اس سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ یہ بات ایسے لوگ کیا کرتے ہیں جن کا ظاہر تقویٰ اور خیر کی دلالت کرتا ہے ، اے کاش ایسی باتیں کوئی اور کرتا ، تو معاملہ آسان ہوتا ، لیکن جب ایسی باتیں ان لوگوں کی طرف سے آئیں جو بظاہر خیر اور تقویٰ کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں تو مصیبت اور پریشانی میں اضافہ ہو جاتا ہے اور معاملہ مزید گہبھیر ہو جاتا ہے۔

آج کے دور میں بعض نوجوان یہ کہتے ہیں : توحید کا معاملہ لوگوں میں تفریق پیدا کرتا ہے !!

تعب ہے !! رسول اللہ ﷺ ہی ایسی توحید لیکر آئے ہیں (جس کے بارے میں تم ایسی باتیں کرتے ہو!!) ، اور اس کا جواب یہ ہے :



۱۔ ہم اس بات کو قبول نہیں کرتے کہ توحید کا معاملہ لوگوں میں تفریق پیدا کرتا ہے ، بلکہ یہ تو لوگوں کو یکجا کرتا ہے اور دینی اخوت کی بنیاد پر انہیں ایک دوسرے سے قریب کرتا ہے ، ارشاد باری تعالیٰ ہے : ﴿وَإِذْ كَرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا﴾ [آل عمران : ۱۰۳]۔  
ترجمہ : (اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے ، تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی ، پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے)۔

امت توحید کی وجہ سے بھائی بھائی ہوئی ، مال و دولت یا زمین و جائیداد کی وجہ سے نہیں ۔ بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تو محمد رسول اللہ ﷺ سے فرمایا : ﴿لَوْ أَنفَقْتُ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلْفَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ﴾ [الأنفال : ۶۳]۔  
ترجمہ : (اگر آپ زمین میں جو کچھ ہے سارا کا سارا بھی خرچ کر ڈالتے تو بھی ان کے دل آپس میں نہ ملا سکتے تھے)۔

یہ امت کبھی بھی متفق اور متحد نہیں ہو سکتی اور نہ اس کے حالات بہتر ہو سکتے ہیں مگر اسی توحید کے ذریعہ ، جیسا کہ امام مالک (رحمہ اللہ) نے فرمایا : (اس امت کے بعد میں آنے والے لوگوں کو وہی چیز درست کر سکتی ہے جس نے اس کے پہلے لوگوں کو درست کیا تھا)۔  
۲۔ اگر ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ توحید لوگوں میں تفریق پیدا کرتی ہے ، تو کیا آپ لوگ جانتے ہیں یہ کس چیز میں تفریق پیدا کرتی ہے ؟ یہ ایمان اور کفر میں تفریق پیدا کرتی ہے ، یہ شرک اور توحید میں تفریق پیدا کرتی ہے ، یہ اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان میں تفریق پیدا کرتی ہے ۔

تیسری صورت فرق کی یہ بھی بیان کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے (علیہم السلام) آسمان پر اس بارے میں بات چیت کر رہے تھے جیسا کہ امام بخاری (رحمہ اللہ) نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا کہ : ”محمد (یعنی رسول اللہ ﷺ) لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے یا حد فاصل ہیں“

ایک اور شبہہ یہ ہے کہا جاتا ہے ہم توحید سمجھ چکے ہیں ، یہ تو بہت آسان ہے جسے لوگوں کو اور امت کو محض دس منٹ میں سکھایا جاسکتا ہے !!

اس کا جواب یہ ہے : جیسا کہ امام محمد بن عبد الوہاب (رحمہ اللہ) نے اپنی ایک عظیم کتاب (کشف الشبهات) میں فرمایا ، امام صاحب نے ابو واقد اللیثی کی حدیث کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا : (اس قصہ سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان بلکہ ایک عالم بھی شرک کے ایسے معاملات میں ملوث ہو جاتا ہے جس کا اسے علم بھی نہیں ہوتا ، پس ہمیں چاہیے کہ اس کا علم حاصل کریں اور اس کی حفاظت کریں ، چنانچہ ایک ناواقف شخص کا یہ کہنا کہ توحید ہماری سمجھ میں آگئی۔ یہ بڑی جہالت کی بات ہے ، اور شیطان کا مکرو فریب ہے)۔

ایک اور شبہہ یہ کہ بعض کو ہم نے یہ کہتے سنا : کب تک تم لوگ (الأصول الثلاثة) اور (القواعد الأربع) اور (کشف الشبهات) پڑھتے رہو گے ؟

اس بات کا جواب یہ ہے : اے غافل! یہ ملک (مملکت سعودی عرب) قائم ہی (القواعد الأربع) یعنی چار بنیادوں پر ہوا تھا ، اور یہ ملک قائم ہی (الأصول الثلاثة) یعنی تین اصولوں پر ہوا تھا ، اور (کتاب التوحید) اور (کشف الشبهات)

ہی اس کی بنیاد ہے ۔

اے غافل بچارے ! یہ جو تواسکون کی سانس لے رہا ہے ، اور آرام کی نیند سو رہا ہے ، اور کھاپی کر زندگی سے لطف اندوز ہو رہا ہے ، یہ سب اسی توحید کا نتیجہ اور اسی توحید کی برکت ہے جس پر یہ ملک قائم ہے ، الحمد للہ رب العالمین ۔  
اس کے علاوہ جن شکوک و شبہات میں ہمیں مبتلا کر دیا گیا اور توحید پر جو ضرب لگائی جاتی ہے اس میں سے کتب عقیدہ کی اہمیت کو کم کرنا بھی ہے ، محمد بن سرور زین العابدین (جن کے پیروکاروں کو بعض لوگ سروری بھی کہتے ہیں) کی کتاب (منہج الانبیاء) میں لکھا ہے :

(میں نے عقیدہ کی کتابوں میں دیکھا ، تو پایا کہ وہ ہمارے زمانے کے لحاظ سے نہیں لکھی گئیں ، ان کتابوں میں اسی زمانے کے مسائل اور ان کے حل درج ہیں ، چنانچہ اس کی اہمیت اور بعض اوقات مسائل میں مشابہت کے باوجود ہمارے زمانے کے مسائل کچھ اور ہیں اور انہیں ایک جدید حل کی ضرورت ہے ، لہذا عقیدے کی کتابوں کا جو انداز ہے [اس خطرناک بات کو ذرا غور سے سنیے جو ان کتابوں کے اسلوب کے بارے میں کہتے ہیں] اس میں بڑے خشک موضوعات پائے جاتے ہیں ، اس لیے کہ وہ نصوص اور احکام پر مشتمل ہے ، یہی وجہ ہے کہ اکثر نو جوان اس سے دور ہو گئے اور اسے ترک کر دیا) ۔

اب علامہ شیخ عبدالعزیز بن باز (رحمہ اللہ) کی بات پر غور کریں ، جب انہیں یہ بات پڑھ کر سنائی گئی ، اور طائف کے شہر میں ۲۹ ذوالحجہ ۱۴۱۳ھ کو اس سے متعلق سوال کیا گیا ، جب وہ آفات اللسان (زبان کی تباہ کاریاں) پر لیکچر دے رہے تھے تو انہوں نے فرمایا :  
(یہ انتہائی غلط بات ہے کہ عقیدہ کی کتابیں خشک موضوعات پر مشتمل ہوتی ہیں ، حقیقت اس کے برعکس ہے ، صحیح بات یہ ہے کہ عقیدہ کی کتابیں خشک نہیں ہوتیں ، ان کتابوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد ﷺ کا فرمان ہوتا ہے ، اگر کوئی یہ کہتا ہے قرآن اور سنت بہت خشک موضوعات پر مبنی ہیں تو یہ اسلام سے خارج کر دینے والی بات ہے ، اور یہ انتہائی بیمار ذہن سے آئی ہوئی خبیث بات ہے) انتہی کلامہ . رحمہ اللہ ۔

ایسی کتابوں کی خرید و فروخت کے بارے میں بھی شیخ ابن باز سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا :  
(ایسی کتابوں کی خرید و فروخت جائز نہیں ، بلکہ ایسی کتابوں کو پھاڑ کر پھینک دینا چاہیے) ۔  
اسی طرح کا جواب شیخ علامہ فوزان الفوزان نے بھی دیا ہے ۔

اس کے علاوہ توحید کے بارے میں جو شکوک و شبہات پیدا کرنے میں سے یہ بھی ہے کہ : علم اسماء و صفات کی اہمیت کو کم کیا جاتا ہے ، جو کہ ایک عظیم علم ہے اور اہل سنت والجماعت کے اصول میں شامل ہے ۔  
محمد نوح نے اپنی کتاب (آفات علی الطريق) (جس کا موضوع سیدھی راہ میں آنے والی آفتوں کا بیان ہے) مگر جو کہ واقعاً خود آفتوں سے بھری ہوئی کتاب ہے ، اس کتاب کے صفحہ نمبر ۱۴۰ پر لکھا ہے :

(دین سے بیزار کرنے اور اس میں غلو کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ان مسائل کے بارے میں بات کرنا جو مسائل کسی خاص زمانے میں خاص وجوہات کی بنا پر معرض وجود میں آئے ، پھر جب وہ وجوہات ختم ہو گئیں تو وہ مسائل بھی ختم ہو گئے ، مثلاً صفات الہی کے مسائل کے



بارے میں ، اسی طرح مسئلہ خلق قرآن اور صحابہ کرام کے درمیان جو اختلافات ہوئے ان کے بارے میں بات کرنا) .  
اس کا جواب یہ ہے : اس نے اس بات کے ایک حصہ میں تو سچ کہا ، اور وہ یہ کہ ہمیں صحابہ کرام کے درمیان جو اختلافات واقع ہوئے ان کے بارے میں بات کرنے یا ان کی عزتوں پر حملہ کرنے کا کوئی حق حاصل ہے ، بلکہ ہم پر واجب ہے کہ جو مشاجرات ان کے درمیان ہوئے ان پر سکوت اختیار کیا جائے اور کچھ کلام نہ کیا جائے ، اور واجب ہے کہ ہم ان سب سے راضی ہوں ، رضی اللہ عنہم اجمعین .  
لیکن اس کے علاوہ جو دو باتیں ہیں وہ درست نہیں ، دیکھو کیسے حق کو باطل کے ساتھ ملایا جاتا ہے ، اور اکثر مسلمان اس دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں .

(اگر ایسی ہی بات ہے کہ صفات الہی اور خلق قرآن کے مسائل کے بارے میں گفتگو نہیں کرنی چاہیے) ، تو پھر امام احمد (رحمہ اللہ) کو جیل میں کیوں ڈالا گیا ، ان کو کوڑے کیوں لگائے گئے یہاں تک کہ ان کی پیٹ خون اور پیپ سے بھر گئی ؟! کیا اللہ کی کتاب اور اللہ کی صفات کا دفاع کرنے کی وجہ سے نہیں ؟! جب انہیں ایک بہت بڑے فتنے میں مبتلا کر دیا گیا ، فتنہ خلق القرآن ، لیکن اللہ انہیں وہ جزاء خیر جو داعیان کو ان کی امت کی نسبت سے دیتا ہے اور انہیں اہلسنت والجماعت کی نسبت سے بھی جزائے خیر سے نوازے ، واقعی انہوں نے اللہ کی راہ میں عظیم صبر سے کام لیا .

شیخ الاسلام کو کس جرم میں قید کیا گیا اور اذیت دی گئی ، اللہ ان پر رحمتیں نازل کرے ، یہاں تک کہ جیل میں ہی ان کی موت واقع ہوئی ، اور لوگوں کی گردنوں پر لدھے جنازے کی حالت میں جیل سے باہر نکلے ؟!  
اہل سنت کے سر کیوں قلم کیے گئے ؟! کیوں اہل توحید کا خون بہایا گیا ؟!  
کیا محض اس لیے نہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے اسماء اور صفات کا دفاع کیا ؟!

مصیبت تو یہ ہے کہ آج کل ہم ایسے لوگوں سے سنتے ہیں جو (اسلامی دانشور و مفکر) کہلاتے ہیں ، کہ توحید (یعنی توحید الاسماء و الصفات) ، آپ محض ہوا میں تیر چلا رہے ہیں یعنی ایسی چیز کے بارے میں بات کرتے ہیں جس کے بارے میں کلام کرنے والا کوئی موجود ہی نہیں (یعنی اس باب میں جو گمراہ فرقے تھے وہ گزر چکے) .

سبحان اللہ ! (گزرے نہیں بلکہ) موجود ہیں ، معتزلہ موجود ہیں ، خوارج موجود ہیں ، جہمیہ موجود ہیں ، اگرچہ وہ آج ان ناموں سے نہ ہوں ، اب ان کے نئے آنکھوں کو چکاچوند کر دینے والے نام ہیں ، جدید انداز اور دلکش نعرے و عناوین ہیں ، کتابیں اور تصانیف ہیں ، رنگارنگ کتابیں ہیں ، یہ کتابیں لائبریریوں میں موجود ہیں اور سب کی پہنچ میں آسان ہیں جس کی وجہ سے بہت سے مسلمان فتنے میں مبتلا ہیں ، یہ انہی اصولوں کی طرف دعوت دیتے ہیں جن کی طرف معتزلہ جہمیہ اور خوارج دیتے تھے ، اور آج بھی ان کے وہی اصول ہیں ، اگرچہ نام مختلف ہو گئے ہیں ، مثلاً (عقل پرست) (روشن خیال) وغیرہ یا جو چاہیں اس کے سوا ان کا نام رکھ لیں -

شکوہ و شبہات میں سے بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ : ہم فطرت پر ہیں ، ہم مسلمان ہیں ، ہم توحید کے قائل ہیں ، لہذا توحید کے بارے میں بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں .

